OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

بچوں پر ذہنی تشدد اور اس سے بچاؤ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مطالعہ

Mental Violence against Children and its Prevention: A Study in the light of Islamic teachings

Prof. Dr. Zahoor Ullah Al-Azhari
Chairman Islamic studies department, Al-Qadir University Sohawa, Jhelum
Dr. Sami Ullah
Assistant Professor Arabic, Department Islamic Studies, University of Education, Lahore (Jauharabad Campus)
Waqar Ahmed
Lecturer Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (MUST), Mirpur, AJK

Abstract

Islam is a religion of mercy that teaches love to its followers. All human beings deserve this love, but children are the most deserving of it. They are generally loved but there are many children who are either exposed to physical abuse or psychological abuse in various ways. Emotional abuse refers to the habitual verbal harassment of a child by disparagement, criticism, threat, ridicule, and the inversion of love (by verbal and non-verbal means). According to an estimate, about 1 billion children experience sexual, physical, or mental violence in a year all over the world. Emotional unavailability, hostility, rejection, developmentally inappropriate interaction, and exposure to domestic violence are some examples of emotional abuse. Emotional abuse can have profound and long-lasting effects on a

child's emotional, psychological, and social development, including low self-esteem, anxiety, depression, social isolation, and developmental delays. In this research, emotional abuse will be defined first, and then its types. Then its effects on the child will be shared. Finally, the Islamic teachings will be explained in detail on how to protect a child from mental abuse.

Keywords: Children, Emotional abuse, Physical Abuse, Islamic Teachings

تمہید

اسلام دین رحمت ہے جو اپنے ماننے والوں کو بھی محبت کا درس دیتا ہے۔ ویسے تو تمام انسان اس محبت کے حق دار ہیں مگر بچے اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ عام طور پر بچوں سے محبت کی جاتی ہے مگر بہت سے ایسے بچے بھی موجود ہیں جن کو یا تو جنسی و جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے یا پھر ان پر مختلف طریقوں سے ذہنی تشدد کیا جاتا ہے۔ World Health Organization (WHO) کی تحقیق کے مطابق تقریبا ہر چوتھا بچہ ذہنی تشدد کا شکار ہے۔ پھر یہ ذہنی تشدد کبھی گالی گلوچ کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی کسی اور شکل میں مگر اس سے بچے کی ذہنی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔[1] بچوں پر ذہنی تشدد کی وجہ سے ایک تو ان کو وقتی کوفت ہوتی ہے اور دوسرا ان کی ذہنی نشوونما رک جاتی ہے اور بعض اوقات ایسے بچے مستقبل میں تشدد پسند واقع ہوتے ہیں اس لیے اس حوالے سے معاشرے کے تمام افراد اور خصوصا والدین کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ بچوں پر ذہنی تشدد سے باز رہیں۔ بچوں کے حقوق اور بچوں پر جسمانی تشدد کے حوالے سے کتب اور تھیسز لکھے گئے ہیں مگر بچوں پر ذہنی تشدد کے حوالے سے اردو زبان میں کام کرنے کی بہت ضرورت ہے تاکہ بچوں کے والدین اور معاشرے کو اس اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔

ذہنی تشدد کی تعریف

بچوں کے ساتھ اس طرح کا برا سلوک کرنا جس سے بچے کی جذباتی نشوونما یا خود کی قدر کا احساس متاثر ہو۔ اس میں مسلسل تنقید، دھمکیاں، نظر انداز کرنا یا جنسی و جسمانی تشدد ہو سکتا ہے۔

ذہنی تشدد کی اقسام

1. جسمانی تشدد کرنا (Physical abuse)
2. جنسی تشدد کرنا (Sexual abuse)
3. بچے کا گالی دینا یا جھڑکنا (Scolding a child)
4. کلاس روم میں بچے سے امتیازی سلوک کرنا (Discrimination in classroom)

5. بچے کو جسمانی یا ذہنی معذوری کا احساس دلانا (Sense of deprivation)
6. والدین کا بچوں سے امتیازی سلوک (Discrimination from parents)
7. نظر انداز کرنا (Ignoring)

ا۔ بچوں پر جسمانی تشدد

بعض والدین یا اساتذہ بچوں پر جسمانی تشدد کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو ویسے ہی سنگ دل ہوتے ہیں مگر بعض کے پیش نظر بچے کی اصلاح ہوتی ہے۔ جب وہ سمجھتے ہیں کہ بچہ ان کی بات کا اثر نہیں لے رہا تو وہ پھر مار پیٹ کے ذریعے اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سکولز اور دینی مدارس میں بھی بچوں کو تعلیم کے لیے تشدد کا نشانہ بنایا جانا عام ہے۔ بچوں پر جسمانی تشدد ان کے ذہنی تشدد کا باعث بنتا ہے:

> The findings also show that emotional maltreatment is associated with other types of child maltreatment, in particular, physical neglect. The co-occurrence of emotional maltreatment with physical neglect reflects a parent's inability to provide for the child's emotional and physical needs.[2]

۲۔ بچوں کے ساتھ جنسی تشدد

پوری دنیا میں بچوں کے ساتھ جنسی تشدد عام ہے۔ ہر سال لاکھوں کیسز رپورٹ ہوتے ہیں مگر بہت سے والدین اپنی بدنامی کی وجہ سے یا خوف کی وجہ سے یہ کیسز رپورٹ نہیں کراتے۔ اسی طرح بچے بھی خوف کی وجہ سے اپنے والدین کو ایسے معاملات سے آگاہ نہیں کرتے۔ بچوں پر جنسی تشدد گھروں میں بھی ہوتا ہے جہاں رشتہ دار، ملازم یا کزن وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح سکولز، دینی مدارس، ہاسٹلز یا پھر ایسے بچے جو کام پر جاتے ہیں ان پر کام کی جگہ جیسے کہ ہوٹلز، ورکشاپس، فیکٹریز یا ایسے گھر جہاں یہ بچے ملازم ہوتے ہیں وہاں بھی ان پر جنسی تشدد ہوتا ہے۔ جنسی تشدد بھی ذہنی تشدد کا باعث بنتا ہے جس کی وجہ سے بچے کو شدید ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ بچے کا گالی دینا یا جھڑکنا

بعض والدین، اساتذہ یا معاشرے کے دیگر افراد بچوں کے ساتھ تلخ اور ترش رویہ اختیار کرتے ہیں جیسے کہ ان کو ڈانٹنا، غصے سے بلانا اور بعض اوقات گالی دینا۔ یہ معاملات چائلڈ لیبر کا شکار بچوں کے ساتھ اکثر پیش آتے ہیں۔ بچہ چونکہ جوابی طور پر غصے کا اظہار نہیں کر سکتا اس لیے اندر ہی اندر غصہ کرنے سے اس کی ذہنی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

۴۔ کلاس روم میں بچے سے امتیازی سلوک کرنا

سکولز اور دینی مدارس میں غربت کی وجہ سے یا پھر بچے کے ذہنی سطح پر کمزور ہونے کی وجہ سے اساتذہ ایسے بچوں کے ساتھ غیر مناسب رویہ اختیار کرتے ہیں اور انہیں دوسرے بچوں کی نسبت حقارت سے دیکھتے ہیں یا سزا دیتے ہیں جس کی وجہ سے بچے کے اندر احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ بچے کی کسی جسمانی یا ذہنی معذوری کا احساس دلانا

وہ بچے جو پیدائشی طور پر معذور پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ کسی کی آنکھ، بازو، ٹانگ یا کوئی اور عضو خراب ہے یا اس کا قد چھوٹا ہے یا اس کا رنگ کالا ہے اگر ایسے بچے کو معذوری یا جسمانی عیب یا احساس دلایا جائے یا عار دلائی جائے تو اس بچے کو شدید ذہنی کوفت ہوتی ہے جس کا بعض اوقات وہ اظہار کر بھی دیتا ہے مگر بعض اوقات اظہار تو نہیں کرتا مگر اس کے دل و دماغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

۶۔ والدین کا بچوں سے امتیازی سلوک

بعض والدین بچوں کے درمیان امتیازی سلوک کرتے ہیں۔ بعض بچوں سے زیادہ لاڈ پیار کرتے ہیں اور بعض بچوں پر توجہ نہیں دی جاتی۔ اسی طرح بعض علاقوں میں بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دی جاتی ہے اس کی وجہ سے بھی بچے میں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بے حیثیت سمجھنے لگتا ہے۔

۷۔ بچے کو نظر انداز کرنا

بعض والدین بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی روزگار پر لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ والدین سے دور ہو جاتا ہے، بعض مائیں بچوں کو چھوڑ کر دوسری شادی کر لیتی ہیں، اسی طرح بعض والدین بچوں کو تعلیم کے لیے چھوٹی عمر میں ہاسٹل میں داخل کرا دیتے ہیں یا پھر ان کو رشتہ داروں کے پاس چھوڑ آتے ہیں۔ بچہ جس طرح اپنے والدین سے اپنی خواہش پوری کرنے کے بارے میں بات کر سکتا ہے اس طرح دوسرے افراد سے نہیں کر سکتا۔ اس طرح بعض والدین اپنے بچوں کے پاس رہتے ہوئے بھی اپنے بچوں کو ٹائم نہیں دیتے۔ بچے جب کبھی ان سے ملنا چاہتا ہے وہ اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ عمل بھی بچے کی ذہنی کوفت کا باعث بنتا ہے۔

ذہنی تشدد کے بچے پر اثرات

Bifulco اپنے تجربات کی روشنی میں ذہنی تشدد کے بچوں پر ہونے والے اثرات کا جائزہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

"Emotional abuse can have profound and long-lasting effects on a child's emotional and psychological development, including low self-esteem, anxiety, depression, and difficulty forming close relationships".[3]

بچوں پر ذہنی تشدد کے اثرات مختلف ماہرین نے مختلف بیان کیے ہیں اگر ہم ان سب کے جامع بیان کریں تو وہ درج ذیل ہیں:

1. احساس کمتری
2. بلاوجہ کا خوف
3. شرمندگی، جھجک
4. خوداعتمادی کا فقدان
5. دماغی بیماریاں

6. انتقامی جذبہ
7. شدت پسندی
8. تنہائی پسند
9. خودکشی

بچوں پر ذہنی تشدد کے حوالے سے اسلامی تعلیمات

بچوں کو ہر طرح کے تشدد سے بچانے کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کے احکام بہت واضح ہیں۔ یہاں اسلامی تعلیمات کے ترغیب وترھیب کے نمایاں پہلو بیان کیے جاتے ہیں۔

1. بچوں سے شفقت ومحبت کا حکم
2. اولاد کے درمیان مساوات
3. یتیم سے حسن سلوک اور اس کی کفالت کرنے کا اجر
4. چائلڈ لیبر کے مسئلہ کا حل
5. رضاعت وحضانت کا حکم
6. بیٹی کے ساتھ نیک سلوک پر اجر
7. اولاد کے ساتھ برا سلوک کرنے پر وعید
8. اسلام میں جنسی تشدد کے سدباب کے لیے اقدامات
9. اسلام میں جسمانی تشدد کے حوالے سے تعلیمات
10. بچپن کی شادی کے مسئلہ کا حل

ا۔ بچوں سے شفقت ومحبت کا حکم

بچے کو ذہنی تشدد سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ ان سے ہمیشہ شفقت ومحبت کا رویہ اختیار کیا جائے۔ بچوں کے ساتھ باتیں کرنا، ان کے ساتھ کھیلنا، ان کو اٹھانا اور ان کو خوش رکھنا ضروری ہے۔ امام ابن قیم جوزیہ نے بچوں کے احکام اور حقوق پر مستقل کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے ایک باب "**في جواز حمل الأطفال في الصلاة وان لم يعلم حال ثيابهم**" قائم کیا ہے۔ ایک اور باب "في استحباب تقبيل الأطفال" قائم کیا ہے جس میں بچوں کو حالت نماز میں اٹھانا اگرچہ ان کے کپڑوں کا علم نہ ہو کہ پاک ہیں یا ناپاک اور بچوں کو چومنے کا مستحب ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ بچوں سے بہت پیار اور محبت فرماتے یہاں تک کہ حالت نماز میں انہیں اٹھا لیتے تھے۔[4] حضرت اقرع بن حابس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسنؓ کو بوسہ دے رہے ہیں تو اقرع نے کہا: میرے دس بچے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی آج تک بوسہ نہیں دیا۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " مَنْ لَا يَرْحَم لَا يُرْحَمُ "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔[5]

۲۔ اولاد میں مساوات کا حکم

بچوں کے درمیان اگر پیار محبت میں اور تحفے تحائف میں ایک دوسرے پر ترجیح دی جائے تو اس سے ان کو ذہنی کوفت ہوتی ہے اور والدین کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اولاد کے درمیان تفریق کریں۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ان کے والد گرامی سے کہا کہ اپنے مال میں سے اپنے بیٹے (حضرت نعمان بن بشیر) کو کوئی تحفہ دیں۔ انہوں نے ایک سال تک توقف کیا پھر انہوں نے تحفہ دے دیا۔ تو وہ (میری والدہ) کہنے لگیں: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ جو تحفہ آپ نے میرے اس بیٹے کو دیا ہے اس پر رسول اکرم ﷺ کو گواہ نہ بنالیں۔ پس میرے والد گرامی نے میرے بازو کو تھاما اور مجھے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے اور میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے استفسار فرمایا: اے بشیر! کیا تیری اس کے علاوہ بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے ان سب کو اس جیسا تحفہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: فلا تشھدنی اذا فانی لا اشھد علی جور۔[6] تو مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ معاشرے میں عام طور پر بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دی جاتی ہے اس لیے یہ خدشہ تھا کہ لوگ بیٹوں کو تحفے تحائف، اور مال و دولت سے زیادہ نوازیں گے اسی لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوّوا بين أولادكم في العطية، فلو كنت مفضّلًا أحدًا لفضّلت النساء۔[7] اپنی اولاد کے درمیان تحائف میں مساوات قائم کرو اور اگر (بالفرض محال) میں (اولاد میں سے) کسی کو (تحائف میں) فضیلت دیتا تو عورتوں (یعنی بیٹیوں) کو فضیلت دیتا۔

۳۔ یتیم سے حسن سلوک اور اس کی کفالت کرنے کا اجر

بچہ کسی بھی حالت میں ہو اس پر شفقت کرنا ضروری ہے لیکن ایسا بچہ جس کا باپ فوت ہو چکا ہو اس پر شفقت کرنا اور اس سے محبت سے پیش آنا ہر شخص پر لازم ہے اور ایسے طریقے سے پیش آنا جس سے اس بچے کی دل آزاری ہو، سخت منع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والے کی سخت مذمت فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلاَ تَقْهَرْ[8] سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ برا معاملہ کرنے والوں کی سختی سے مذمت فرمائی ہے۔ اور یتیم کی کفالت کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> انا وكافل اليتيم فى الجنة هٰكذا وشار بالسبابة والوسطىٰ، وفرّج بينهما شيئًا۔[9]
>
> میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمادیا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے اتنی بڑی خوشخبری سنا دی ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں اور خوشخبری کیا ہو سکتی ہے؟

۴۔ چائلڈ لیبر کے مسئلہ کا حل

اگر کسی بچے کے والدین غریب ہوں یا اس کا والد فوت ہو چکا ہو تو ایسے بچے کو اس عمر میں ہی محنت کرنا پڑتی ہے جس میں اس نے کھیلنا ہوتا ہے اور اپنی تعلیم مکمل کرنا ہوتی ہے۔ چھوٹی عمر میں کام کرتے ہوئے عام طور پر اس کے ساتھ درشت رویہ رکھا جاتا ہے اور اس کی طاقت سے بڑھ کر کام لیا جاتا ہے جس سے اس کو ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ چائلڈ لیبر کے حوالے سے اسلام نے جو اقدامات کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جو احکام نازل فرمائے ہیں اس میں تدبر کریں تو اس میں ایک بنیادی اصول سمجھ میں آتا ہے اور وہ بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ بندوں پر ان کی حیثیت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔[10] اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، پس بچے کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف دینا اور اس سے مشقت کرانا منشائے الٰہی اور حکم الٰہی کے خلاف ہے۔

۲۔ بچے سے مشقت والا کام لینا اس پر زیادتی ہے اس لیے سیدنا عثمان غنی ص ارشاد فرماتے ہیں:

ولا تكلفوا الصغير الكسب۔[11]

اور تم بچے کو مزدوری کرنے کا پابند نہ ٹھہراؤ

ان تمام دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسا مشقت والا کام جو بچے کی طاقت سے بڑھ کر ہو اور جس کام کے کرنے سے اس کے بنیادی حقوق یعنی اس کی تعلیم و تربیت، اس کے حق تفریح، اس کی صحت پر اثر پڑے، ایسے کام لینا خلاف شریعت ہو گا۔

چائلڈ لیبر کی جائز صورتیں

بعض صورتوں میں چائلڈ لیبر جائز ہوتی ہے۔ مختلف فقہاء نے اس کے جواز کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں:

امام کاسانی بیان کرتے ہیں:

ان فی ایجارہ فی الصنائع من باب التھذیب و التادیب والریاضۃوفیہ نظر للصبی۔[12]

بلاشبہ کسی فن اور کاریگری کے کام میں بچے کو اجارہ کروانا اسے مہذب بنانے، اس کی تربیت کرنے اور جسمانی ورزش کے باب میں سے ہے اور اس میں بچے کی مدد ہے۔

۵۔ رضاعت وحضانت کا حکم

بچے کو اگر والدین سے دور کر دیا جائے تو اس کی پرورش میں کمی رہ جاتی ہے۔ جس طرح والدہ اپنے بچے کا خیال رکھتی ہے اس طرح کوئی اور عورت خیال نہیں رکھ سکتی۔ بچے کو اگر بچپن میں ماں کا پیار نہ ملے تو وہ ذہنی طور پر کئی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی شخصیت میں کمی رہ جاتی ہے۔ رضاعت بچے کا ایک اہم حق ہے اور اس کا پورا کرنا والدین پر ہر حال میں لازم ہے اور یہ والدہ پر فرض ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ**۔[13] اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ اس کے لئے ہے جو رضاعت پوری کرنا چاہے۔ تین حالات میں سے کوئی حالت موجود ہو تو بالاتفاق ماں پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہو گا:

۱۔ ماں کے علاوہ کوئی ایسی عورت موجود نہیں جو اجرت کے بغیر یا اجرت پر بچے کو دودھ پلائے۔

۲۔ باپ مفلس ہو کہ بچے کے لیے دودھ پلانے والی کا انتظام نہ کر سکے اور بچے کا بھی مال نہ ہو کہ جس سے دودھ پلانے والی کا انتظام کیا جا سکے اور مفت میں دودھ پلانے والی عورت میسر نہ ہو۔

۳۔ بچہ ماں کے علاوہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پیتا ہو اور اس طرح دودھ نہ پینے کی وجہ سے اس کی جان کو خطرہ ہو۔

حق حضانت

حضانت نہ تو صرف بچے کا حق ہے اور نہ صرف ماں کا بلکہ یہ دونوں کا حق ہے۔ پس ماں باپ کے درمیان علیحدگی کے بعد بچے کا حق ہے کہ اس کی تربیت اس کی ماں کرے اور اسی طرح اس ماں کا حق یہ ہے کہ بچہ اس کی گود سے جدا نہ کیا جائے اور اسے بچے کی تربیت اور پرورش کرنے کا موقع دیا جائے۔

۶۔ بیٹی کے ساتھ نیک سلوک پر اجر

اولاد اللہ پاک کی نعمت ہے، خواہ بیٹا ہو یا بیٹی۔ اصل اولاد کا نیک و صالح ہونا ہے، صرف اپنی صنف کی وجہ سے بیٹے کو بیٹی پر کسی قسم کی برتری حاصل نہیں، اس لیئے یہ سوچ کسی طرح اسلامی نہیں کہ بیٹی بہتر اور بیٹا بہترین ہے۔ بد قسمتی ہے ہمارے ہاں بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر بیٹے کی موجودگی میں بیٹی کو نظر انداز کیا جائے تو بیٹی احساس کمتری کا شکار ہو جائے گی۔ اگر اسلامی تاریخ کو دیکھا جائے تو اسلامی معاشرہ میں (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا) بیٹی کو بڑی ترجیح دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "جس نے دو بچیوں کی جوان ہونے تک پرورش کی میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور آپ نے انگلیوں کو ملایا۔[14]

۷۔ اولاد کے ساتھ برا سلوک کرنے پر وعید

اولاد اللہ تعالی کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت پہ اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہئے۔ اور اپنے بچوں کے ساتھ پیار محبت کرنا چاہیے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ والدین اولاد کے ظلم سے پریشان ہو کر انہیں بد دعادے دیتے ہیں اور کبھی کبھی والدین کی طرف سے خطا ہوتی ہے کہ بلا سبب بھی یا معمولی باتوں پہ اولاد کے لئے بد دعا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: **لا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَوْلادِكُمْ ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ ، لا تُوَافِقُوا مِنْ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ** ۔[15] "اپنے آپ کو بد دعا نہ دو، اپنی اولاد کو بد دعا نہ دو، اور اپنے مالوں کو بد دعا نہ دو، ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا و قبولیت کی گھڑی ہو (ادھر تم کوئی بد دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے) تمہارے لیے قبول کر لے۔" اس مذکورہ حدیث اور دیگر نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور ان کی بد دعا بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ اس لئے جہاں اولاد کو ماں باپ کی بد دعا سے بچنا چاہئے وہیں والدین کو بھی بد دعا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ والدین کو اپنی اولاد کو بلاوجہ جھڑ کنا نہیں چاہیے اور نہ ہی غصے کی حالت میں مارنا چاہیے تاکہ بچے ذہنی خلفشار کا شکار نہ ہو جائیں۔

۸۔ بچوں کو جنسی تشدد سے محفوظ رکھنے کے لیے اقدامات

بچوں کو سب سے زیادہ ذہنی صدمہ جس فعل سے پہنچتا ہے وہ ہے جنسی تشدد۔ معاشرے میں بیمار ذہنیت کے ایسے افراد موجود ہوتے ہیں جو بچوں کو اپنی حرص کا نشانہ بناتے ہیں جس کی وجہ سے بچوں کو شدید ذہنی کوفت ہوتی ہے۔ اسلام نے جنسی تشدد (Child Sexual Abuse) کو روکنے کے لیے درج ذیل اقدامات فرمائے ہیں:

۱۔ اسلام نے زنا اور بدکاری کی مذمت کی ہے اور اس کو سخت بے حیائی قرار دیا ہے۔**وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا**[16]. تم زنا (بدکاری) کے قریب بھی مت جانا بیشک یہ بے حیائی کا کام ہے، اور بہت ہی بری راہ ہے o

۲۔ جس طرح عورتوں کے ساتھ بدکاری کرنا حرام ہے اسی طرح لڑکوں کے ساتھ بدکاری بھی حرام ہے اور قرآن کریم نے اس برائی کی سختی سے مذمت کی ہے۔**اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ**[17]o بیشک تم نفسانی خواہش کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم حد سے گزر جانے والے ہو o

۳۔ بچے جب قریب البلوغ ہوں تو ان کے بستر الگ کرنے کا حکم ہے حتی کہ دو بھائیوں یا بھائی بہنوں یا دو بہنوں کو بھی اکٹھا سونے سے منع کیا گیا ہے تا کہ انسان شیطانی وساوس سے محفوظ رہے۔[18]

۴۔ برائی اور بے حیائی تو دور کی بات ہے، اسلام نے برائی سے روکنے کے لیے سد الذرائع کے طور پر مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے نگاہیں نیچی رکھیں تا کہ کسی غیر کی طرف نگاہ ہی نہ اٹھے اور نہ ہی دل میں وسوسہ پیدا ہو۔[19]

۵۔ عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حجاب پہنیں اور اپنے بناؤ سنگھار کو نمایاں نہ کریں تا کہ کسی غیر مرد کی بری نگاہ بھی ان کی طرف نہ پڑے۔[20]

۶۔ جوان مرد کو شادی کا حکم دیا ہے کہ وہ شادی کر لے اور اگر کسی وجہ سے شادی نہ کر سکے تو پھر روزے رکھے تا کہ اپنی شہوت کو کنٹرول کر سکے۔**یا معشر الشباب! من استطاع منکم البائة فلیتزوج فانه أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء**۔[21]اے جوانوں کے گروہ! تم میں جو شادی کی طاقت رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ نکاح کر لے بے شک یہ بہت زیادہ نگاہ کو پست رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جو اس کام کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے، بے شک یہ شہوت کو کم کر دیتا ہے۔

۹۔ جسمانی تشدد کے حوالے سے اسلامی تعلیمات

اسلام ایک ایسا دین ہے کہ جس میں پیار، محبت اور شفقت کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ چھوٹوں کا فرض ہے کہ بڑوں کی عزت و تکریم کریں اور بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ چھوٹوں پر شفقت کریں۔ سختی کے ساتھ اور ترش روئی کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بچوں پر شفقت کے حوالے سے ارشاد فرمایا: **لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویعرف حق کبیرنا هذا**۔[22]وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بچوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بچوں پر شفقت اس قدر تھی کہ آپ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **خدمت النبی ﷺ عشر سنین بالمدنیة وانا غلام لیس کل امری کما یشتهی صاحبی أن یکون علیه ما قال لی فیها أف قط وما قال لی لم فعلت هذا أو ألا فعلت هذا**۔[23]میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی مدینہ منورہ میں دس

برس خدمت کی حالانکہ میں ایک لڑکا تھا۔ میرے سارے کام اسی طرح نہیں ہوئے تھے جس طرح میرے صاحب (رسول اللہ ﷺ) چاہتے تھے لیکن اس سارے عرصہ میں آپ ﷺ نے مجھے کبھی بھی اف تک نہ فرمایا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ تونے ایسا کیوں کیا؟ یا ایسا کیوں نہیں کیا؟ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ ہمارے لیے نمونہ کامل ہے۔ آپ کی اپنے خادم پر شفقت کا عالم یہ ہے کہ ان کی کسی غلطی یا غفلت پر مارنا یا ڈانٹنا تو دور کی بات ہے یہ بھی نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔ بعض صورتوں میں تأدیب کے لیے والدین، اساتذہ اور مربی بچے کو معمولی جسمانی سزا دے سکتے ہیں۔ اس بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: **مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم أبناء عشر وفرّقوا بينهم في المضاجع۔**[24] اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کے ہو جائیں اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو جائے تو انہیں اس (کے ترک) پر مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔ والدین جب بچوں کو سزا دیتے ہیں تو اس کا مقصد ان کو ادب سکھانا ہوتا ہے نہ کہ تشدد کرنا۔ اس لیے اس کی اجازت دی گئی ہے۔

تدریس میں پیار

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: كنت خلف النبي صلى الله عليه وسلم يوماً فقال يا غلام، إني أعلمك كلمات» :احْفَظِ اللهَ يحفظْك، احفظ الله تَجِدْه تُجَاهَك، إذا سألت فاسأل الله، وإذا اسْتَعَنْتَ فاسْتَعِنْ بالله۔[25] عمر بن ابو سلمہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "بچے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو، جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو" چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

۱۰۔ بچپن کی شادی کے مسئلہ کا حل

اگر کسی نابالغ کی شادی کر دی جائے تو بعض اوقات یہ شادی اس کے لیے مسرت اور راحت کا باعث بننے کی بجائے ذہنی تشدد کا سبب بن جاتی ہے خاص طور پر نابالغ بچی کو جب اس کی عمر سے بڑے شخص سے بیاہ دیا جائے تو یہ اس کے لیے جسمانی اور ذہنی تشدد کا باعث بنتا ہے۔ بچہ یا بچی اگرچہ بالغ نہ ہوں پھر بھی ان کی شادی ہو سکتی ہے۔ بچے کا ولی اس کی شادی کر سکتا ہے لیکن اس صورت میں بچے اور بچی کو بالغ ہونے کے بعد اختیار ہو گا کہ وہ بالغ ہونے کے ساتھ ہی اس نکاح کو فسخ کر دے۔ دراصل شادی بالغ بچے کی ہی ہوتی ہے لیکن مجبوری کی صورت میں اس بچے یا بچی کا ولی اس کا نکاح کرا سکتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں شادی کا حکم آیا ہے وہاں مردوں کو جب شادی کے سلسلے میں مخاطب کیا تو فرمایا: **فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلاَّ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔**[26] تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو)۔ یہاں مرد کو نکاح کے حوالے سے خطاب کیا ہے جو کہ خود شادی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ بچہ تو خود شادی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح عورت کے نکاح کرنے کے حوالے سے ارشاد فرمایا: **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَه مِنْم بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہط فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ**

اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ[27]o پھر اگر اس نے (تیسری مرتبہ) طلاق دے دی تو اسکے بعد وہ اس کیلئے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ (مطلقہ عورت) کسی اور شوہر کے ساتھ نکاح کر لے، پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) بھی طلاق دے دے تو اب ان دونوں (یعنی پہلے شوہر اور اس عورت) پر کوئی گناہ نہ ہوگا اگر وہ (دوبارہ رشتہء زوجیت میں) پلٹ جائیں بشرطیکہ دونوں یہ خیال کریں کہ (اب) وہ حدودِ الٰہی قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں جنہیں وہ علم والوں کے لئے بیان فرماتا ہےo اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ وہ عورت خود اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس کا ولی اس کا نکاح کرے تو اس صورت میں بھی اس کا ولی اس کی رضامندی سے اس کا نکاح کرے گا۔ ولی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ زبردستی کسی کا نکاح کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اصلا نکاح بالغ مرد و عورت کا ہی ہوتا ہے۔ اس لیے کہ عدم بلوغ کی صورت میں شادی کی صورت میں کئی طرح کی خرابیاں جنم لیتی ہیں اور نابالغ کی شادی کرنا یہ اسلام کی منشاء کے خلاف ہے۔

خلاصۂ بحث

اس ساری بحث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام دین رحمت و رافت ہے اور وہ بچوں کے ساتھ ہر اس سلوک کو روکتا ہے جس سے بچوں کو ذہنی کوفت ہو۔ اس لیے بچوں کو جھڑکنا، گالی دینا، مارپیٹ کرنا، ان کے ساتھ جنسی زیادتی کرنا اور ان کی طاقت سے بڑھ کر ان سے کام لینا یہ تمام امور منع ہیں۔ اسی طرح بچوں کو والدین سے جدا کرنا جس سے انہیں جذباتی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یہ بھی منع ہے۔

References

1 World Health Organization. Child Maltreatment. Available online: https://www.who.int/news-room/q-a-detail/child-maltreatment (accessed on 7 May 2023).

2 Vered Ben-David (2022) Association between child's mental health and emotional maltreatment among children in out-of-home placement in Israel: importance of the child's age, poverty, domestic violence and number of maltreatment reports, Journal of Public Child Welfare, 16:4, 494-511, DOI: 10.1080/15548732.2021.1908926

3 Zeanah, C. H. (Ed.). (2014). Handbook of infant mental health (3rd ed.). Guilford Publications.

4 Abu Dawūd, Al-Sunan, Kitāb TafrĪ' istiftāhissalāh, bābul'amal fissalāh, raqm-ul-hadith: 917

5 Al-BukhārĪ, Al-ṢaḥĪḥ, Kitāb-ul-Adab, Bāb Raḥmat-il-Walad wa TaqbĪlihĪ wa Mu'ānaqatihĪ, Raqm-ul-ḤadĪth: 5997

6 Al-NasāĪ, Al-Sunan, Kitāb-un-Naḥl, Bābu Dhikri Ikhtilāfi Alfādhuin-NāqilĪn li-Khabar-in-Nu'mān bin BashĪr fin-Naḥl, Raqm-ul-ḤadĪth: 3712

7 Al-BukhārĪ, al-ṢaḥĪḥ, Kitāb-ul-Hibah wa Fadlihā, Bāb-ul-Hibah lil-Walad, Raqm-ul-ḤadĪth: 2586

8 Al-Duḥā, 93:9

9 Al-BukhārĪ, Al-ṢaḥĪḥ, Kitāb-uṭ-Ṭalāq, Bāb-ul-Li'ān, Raqm-ul-ḤadĪth: 4998

10 Al-Baqarah: 2:286

[11] Mālik, al-Muwaṭṭa, Kitāb-ul-Jāme', Bābul-amr Bir-Rifq Bil-Mamlūk, Raqm-ul-ḤadĪth: 1553
[12] Al-KāsānĪ, Badāi'uṣ-Ṣuanāi',4/ 351
[13] Al-Baqarah, 2:233
[14] Al-TirmidhĪ Al-Sunan, Kitāb-ul-Birr Waṣ-Ṣuilah 'an Rasūlillah Ṣ.A.W., Bāb Mā Jā-a Fin-Nafaqati 'alā al-Banāt wal-Akhawāt, Raqm-ul-ḤadĪth: 1914
[15] Abu Dawūd, al-Sunan, Kitāb TafrĪ'i Abwāb-il-Witr, Bāb an-Nahyi 'an an Yad'uwal-Insānu 'alā AhlihĪ wa MālihĪ, Raqm-ul-ḤadĪth: 1532
[16] BanĪ IsrāĪl, 17:32
[17] al-A'rāf, 7:81
[18] Abu Dawūd, Al-Sunan, Kitābus-Ṣualāh, Bāb Matā Yu'maru al-Ghulām Bis-Ṣalāh, Raqm-ul-ḤadĪth: 418
[19] Al-Nūr, 24:30
[20] Al-Nūr, 24:31
[21] Al-BukahārĪ, Al-ṢaḥĪḥ, Kitāb-un-Nikāḥ, Bāb Istiḥabāb-in-Nikāḥ li-man Tāqat Nafsuhū ilaihi wawajada Mu'nahū wa Ishtighāli man 'ajiza 'anil-Mu'ni Biṣ-Ṣawm, Raqm-ul-ḤadĪth: 1400
[22] Al-NĪsābūrĪ, al-Ḥākim, al-Mustadrak 'alas-ṢaḥĪḥain, Raqm-ul-ḤadĪth: 209, Dār-ul-Kutub-il-'ilmiyyah, Bairūt, Lebanon, 1990
[23] Abu Dawūd, Imām, al-Sunan, Kitāb-ul-Adab, Bāb fil-Ḥilm, wa Akhlāq-in-Nabiyyi Ṣ.A.W., Raqm-ul-ḤadĪth: 4774
[24] Abu Dawūd, Al-Sunan, Kitābuṣ-Ṣalah, Babu matā yumar-ul-Ghulamu biṣ-Ṣalah, Raqm-ul-ḤadĪth :418
[25] Al-TirmidhĪ, al-Sunan, Kitābu Ṣifat-il-Qiyamati wal-raqāiqi wal war'i 'an Rasūlillah, Babun minhu, Raqm-ul-ḤadĪth :2516
[26] Al-Nisā, 4:3
[27] Al-Baqarah, 2:230